آواران میں قیامت صغریٰ

مدد کے ذریعے اہل بلوچستان کو قومی دھارے میں واپس لایا جاسکتا ہے

ڈاکٹر آصف جاہ

ملک عزیز میں بدامنی، دہشتگردی، خودکش حملوں میں بے گناہ اور معصوم شہریوں کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ گزشتہ ہفتے سے پے در پے زلزلوں آئے۔ بلوچستان کے دورافتادہ، پس ماندہ علاقے آواران میں 24 ستمبر 2013ء کی شام زلزلے نے تباہی مچا دی۔ اس کی شدت ریکٹر سکیل پر 7.8 بتائی گئی ہے لیکن یہ زلزلہ زمین کے نیچے صرف دس کلومیٹر کی گہرائی پر تھا جبکہ پانچ سال قبل اسی علاقے سے کچھ کلومیٹر کے فاصلے پر ضلع واشک کی تحصیل ماشکیل میں آنے والا زلزلہ زمین کے نیچے تقریباً 150 کلومیٹر گہرائی پر تھا۔ لوگوں کے کچے پکے گھروندے پل بھر میں زمین بوس ہوگئے۔ سینکڑوں لوگ زندگی کی بازی ہار گئے۔ غربت، جہالت، پسماندگی، بھوک، ننگ پہلے ہی ان علاقوں کا خاصہ ہیں۔ یہاں سہولتوں کی فراہمی پر کسی نے توجہ نہ دی۔ 16 اپریل 2013ء کو ماشکیل میں زلزلہ آیا تھا۔ اس وقت بھی ارباب اختیار کی توجہ اس بات کی طرف دلائی گئی تھی کہ ان دور افتادہ علاقوں میں زلزلوں سے بچاؤ کے لیے صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی کو فعال کیا جائے لیکن کچھ نہیں ہوا۔ ماشکیل کے زلزلہ زدگان ابھی تک کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ 24 ستمبر کے زلزلے میں ضلع آواران کے ضلع گاؤں ملیامیٹ ہوگئے۔ ہنستے کھیلتے گھر ویران ہوگئے۔ 500 سے زائد لوگ جان کی بازی ہار چکے ہیں۔ متاثرین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ حکومتی سطح پر فوری طور پر امدادی سرگرمیوں کا آغاز کردیا گیا ہے۔ فوج زلزلہ زدہ علاقوں میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن ملکی اور غیر ملکی این جی اوز کی رسائی نہ ہونے کے برابر ہے۔ بہت کم تنظیمیں یہاں میدان عمل میں اتری ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ سیکیورٹی کی مخدوش صورت حال ہے۔ زلزلہ زدگان کی خدمت کرنے والے حکومتی اداروں پر دہشت گردوں کے حملے جاری ہیں، اس لئے لوگ وہاں جانے سے گھبرا رہے ہیں۔ مگر اللہ کا کرم ہے، ہم نے مقامی ساتھیوں کے تعاون سے آواران اور ماشکے کے متاثرہ علاقوں میں ریلیف سرگرمیوں کا آغاز کیا ہے۔ 24 ستمبر 2013ء کے زلزلے سے لوگ سنبھلے بھی نہ تھے، ریسکیو کا کام جاری تھا کہ 28 ستمبر 2013ء دن 12:34 منٹ پر آواران سے ملحقہ ماشکے کے علاقے ''نوک جو'' میں پھر زلزلہ آیا جس نے کوئٹہ تک کو ہلا کے رکھ دیا۔ نوک جو میں ہزاروں مکانات گر چکے ہیں۔ آواران کے ہسپتال میں 24 ستمبر 2013ء کے زخمی افراد ہسپتال چھوڑ کر باہر مدد کے لیے بھاگے۔ بلوچستان میں صوبائی اسمبلی کا اجلاس جاری تھا

جب زلزلہ آیا۔ تمام ممبران استغفار اور کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکلے۔ کیونکہ جان سب کو پیاری ہوتی ہے شاید اس جھٹکے سے کوئی سبق مل جائے۔

اہل بلوچستان کے اصل مسائل جہالت، بھوک، ننگ اور پسماندگی ہے

ان علاقوں میں جاکر گمان ہوا کہ وہ 200 سال پیچھے ہیں

ماشکیل کے زلزلہ زدگان ابھی تک کھلے آسمان تلے پڑے ہیں

24 ستمبر کے زلزلے سے واک اور آواران کے علاوہ لسبیلہ، کیچھ، گوادر اور خاران کے اضلاع بھی کسی نہ کسی حد تک متاثر ہوئے ہیں۔

راقم کو زلزلے کی اطلاع انٹرنیٹ کے ذریعے دبئی میں ملی جہاں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لیے جانا ہوا تھا۔ خبر ملتے ہی بے قراری چینی بڑھ گئی۔ جب آدمی بیرون ملک ہو تو ملک عزیز میں ہونے والے کسی بھی حادثے سے بے چین ہوجاتا ہے۔ خبر ملتے ہی فیس بک اور انٹرنیٹ کے ذریعے دوستوں سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ 8 اکتوبر 2005ء سے لیکر اب تک کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی والے کسی بھی حصے میں آفت زدوں کی خدمت کے لیے پہنچے۔ ملک کے کونے کونے میں آفت زدگان کی خدمت کی۔ 28 اکتوبر 2008ء کو زیارت میں آنے والے زلزلے کے دوران زیارت پہنچ کر ہزاروں مریضوں کا علاج کیا۔ 50 سے زیادہ شیلٹر ہوم بنوائے۔ لاکھوں روپے کی ریلیف اشیاء تقسیم کیں۔ 2012ء میں بلوچستان کے علاقوں نصیر آباد، ڈیرہ مراد جمالی، جھل مگسی اور دوسرے علاقوں میں پہنچ کر سیلاب زدگان کی مدد کی اور ہزاروں مریضوں کا علاج کیا۔ ماشکیل میں خیمہ بستی آباد کی۔ ہزاروں لوگوں کا علاج کیا۔ لاکھوں روپے مالیت کی اشیاء پہنچائیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں ڈسپنسری قائم کی۔ 24 ستمبر 2013ء کو جونہی زلزلہ کی اطلاع ملی۔ دنیا بھر میں دوستوں کو پیغام پہنچایا۔ کوئٹہ اور ماشکیل میں رابطہ کیا۔ دوستوں نے فوراً عطیات دینے کا وعدہ کیا۔ مخیر حضرات نے میڈیسن، کپڑے، جوتے، مچھر دانیاں اور دوسری ریلیف اشیاء اکٹھی کرنا شروع کر دیں۔ کوئٹہ کے عبدالحنان شاہ ریلیف کے کاموں میں خاصی دلچسپی لیتے ہیں۔ آواران کا علاقہ بلوچستان کا دشوار گزار اور لمبا ترین علاقہ ہے۔ مشرق میں لسبیلہ سے شروع ہو کر مغرب میں ضلع کیچھ، شمال میں پنجگور اور جنوب میں ایرانی علاقے ہرمان تک پھیلا ہوا ہے۔ کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی طرف سے آواران کے آفت زدہ علاقوں میں امدادی سرگرمیاں شروع کر دی گئیں۔ میڈیکل کیمپس کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ جب بھی زلزلہ زدگان کے پاس پہنچ کر بتاتے ہیں کہ پنجاب سے مدد آئی ہے تو متاثرین بہت خوش ہوتے ہیں اور عطیات دینے والوں کو دعا دیتے ہیں۔ ان مصیبت زدگان کی دعاؤں کے طفیل ہی ملک میں امن ہوگا۔

خیمہ بستی کے لیے ٹینٹوں کی کھیپ پہلے ہی آواران روانہ کر دی گئی ہے۔ اہل بلوچستان کے اصل مسائل بھوک، ننگ، پسماندگی، زندگی کی بنیادی سہولیات سے محرومی اور جہالت ہے۔ ان علاقوں میں جا کر آج بھی گمان ہوتا ہے کہ ہم 200 سال پیچھے چلے گئے ہیں۔ نہ پینے کا پانی ہے نہ کھانے کو اشیاء اور نہ رہنے کو مناسب چھت۔ ان علاقوں میں جا کر اور دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ انسان اور جانور ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے ہیں کیونکہ پینے کے لیے صرف جوہڑ کا گندہ پانی دستیاب ہوتا ہے جو انسان اور جانور دونوں استعمال کرتے ہیں۔ لوگ غریب اور پسماندہ ہیں مگر توکل والے ہیں، اللہ پہ بھروسہ رکھتے ہیں۔ ان کی لمبی چوڑی خواہشیں نہیں ہوتیں۔ زلزلے نے ان کے کچے گھروندے اور کاروبار چھین لیے ہیں۔ ان زلزلہ زدگان کی ایک ہی خواہش ہے کہ رہنے کے لیے چھت اور کھانے کے لیے روکھی سوکھی روٹی مل جائے۔ وہ ایک ہی درخواست کرتے کہ سائیں کسی طرح ہمارے لیے چھت کا انتظام کر دیں۔ ہماری قومی ذمہ داری ہے کہ اِن کے ساتھ کھڑے ہوں۔ ان کا مان بڑھائیں۔ ان کے زخموں کی مرہم پٹی کریں۔ ان کو پُرسہ دیں۔ ان کے دلوں کو تسلی دیں ورنہ خطرہ ہے کہ ان کے دل ٹوٹ جائیں گے اور ٹوٹے دلوں کو جوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مصیبت کی اس گھڑی میں قوم کو ایک دفعہ پھر 8 اکتوبر 2005ء والا جذبہ دکھانے کی ضرورت ہے۔ اہل بلوچستان کے دل جیتنے اور ناراض بلوچوں کو منانے، سمجھانے اور قومی دھارے میں واپس لانے کا یہ سنہری موقع ہے۔